متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان
email: darulifta@gmail.com | web: www.onlinefatawa.com | ph: +92 21 32570077 | fax: +92 21 32564586

سیریل نمبر 30474 — نام عبداللہ — مطلوب معجل

تاریخ 3/28/2017 — پتہ پاکستان

رابطہ نمبر — موضوع پرائزبانڈ

ای میل — کاتب مفتی عبدالوہاب

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:

حکومت پاکستان نے کچھ عرصہ پہلے ایک پریمیم پرائزبانڈ جاری کیا ہے، جس کی خصوصیات یہ ہیں کہ:

(الف)۔ کم سے کم چالیس ہزار روپے جمع کرانے کے بعد خریدنے والے کے نام یہ پرائزبانڈ جاری کیا جاتا ہے۔

(ب)۔ سال میں دو مرتبہ اس پر ڈیڑھ فیصد نفع بھی دیا جاتا ہے۔

(ج)۔ ہر چار ماہ بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ حامل بانڈ کو انعام سے بھی نوازا جاتا ہے۔

(د)۔ ان بانڈ کو خریدا اور بیچا بھی جاسکتا ہے اور بطور گروی بھی رکھوایا جاسکتا ہے۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ:

(1)۔۔ کیا یہ بانڈ خریدنا اور اس پر سالانہ ڈیڑھ فیصد نفع وصول کرنا یا ہر چار ماہ بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام لینا اور یہ رقم اپنے ذاتی استعمال میں لانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(2)۔۔ مذکورپرائزبانڈ آگے قیمت اسمیہ سے کم یا اس سے زیادہ پر بیچنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

مہربانی فرماکر قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرماکر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(1)۔۔۔ واضح ہو کہ مذکور پرائزبانڈ خریدنے پر حکومت کو جو رقم دی جاتی ہے، فقہی تکییف کے لحاظ سے یہ رقم حکومت کے ذمہ قرض اور دین ہوتی ہے، جبکہ قرض پر ہر قسم کا مشروط نفع لینا و دینا سود ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز و حرام ہے، جس پر قرآن و احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں، اس لیے اس سے بہر صورت احتراز لازم ہے۔

چنانچہ صورت مسئولہ میں حامل بانڈ کو سالانہ ڈیڑھ فیصد نفع دینا یا ہر چار ماہ بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام تقسیم کرنا قرض پر مشروط زیادتی ہے، جس کا لینا و دینا دونوں حرام و ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ تاہم اگر کسی نے لاعلمی میں نفع یا انعام کی رقم وصول کرلی ہو تو مذکور رقم اپنے استعمال میں لانا یا کسی اور کو دینا کسی طرح بھی جائز نہیں، بلکہ اس رقم کو اصل مالک تک پہنچانا لازم ہے، اگر یہ ممکن نہ ہو، جیسا کہ اس صورت میں ہے تو ایسی صورت میں ثواب کی نیت کیے بغیر اصل مالک کی طرف سے فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

(2)۔۔۔اسی طرح مذکور بانڈ کو قیمت اسمیہ سے کم یا اس سے زائد پر آگے فروخت کرنا بھی شرعاً ناجائز و حرام ہے، جس سے بچنا بھی لازم ہے۔

قال الله تعالیٰ فی کلامه المجید: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ * فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾[البقرة: 278، 279]

وفی الصحیح لمسلم:عن جابر قال * لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء.عبد الباقي (3/ 1219)

وفی حاشیة ابن عابدین:والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه، وإن كان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولا يعلم أربابه ولا شيئا منه بعينه حل له حكما، والأحسن ديانة التنزه عنه. (5/ 99)

وفي بحوث في قضايا فقهية معاصرة: ويوجد في عصرنا نوع آخر من الجوائز وهو ما يعطى لحاملي السندات الحكومية (PRIZE BONDS) على أساس القرعة . والحكم الشرعي لهذه الجوائز موقوف على معرفة حقيقة هذه السندات .وحقيقتها أن الحكومة ربما تحتاج الى الاستقراض من عامة الشعب...وان هذه السندات تكون ربوية عادة بحيث ان الحكومة تضمن لصاحبها أن تعيد اليه مبلغ القرض مع الفائدة الربوية.بحيث ان الحكومة تضمن لصاحبها ان تعيد اليه مبلغ القرض مع الفايدة الربوية...والله تعالیٰ اعلم بالصواب

عبد الوہاب عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی

29/جمادی الثانیہ/1438ھ

الجواب صحیح

بندہ نادر جان عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی

۲۹/۶/۱۴۳۸ھ

دار الافتاء

نائب رئیس

29/3/17